✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَآئِمُ (حضرت محمدؐ)

غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں

(تقریر نمبر6)

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

يَسۡـَٔلُوۡنَكَ عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَيۡنِكُمۡ ۖ وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (الانفال:2)

وہ تجھ سے اموالِ غنیمت سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ اموالِ غنیمت اللہ اور رسول کے ہیں۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنے درمیان اصلاح کرو اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

علامہ کمال الدین الدمیری نے کیا خوب کہا کہ:

لَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ
اَبَدًا وَّ عِلْمِيْ اَنَّهٗ لَا يَخْلُقُ

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل پیدا فرمایا ہی نہیں اور میں یہی جانتا ہوں کہ وہ کبھی پیدا نہ کرے گا۔

(حیاۃ الحیوان دمیری)

معزز سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ مجھے ایسی فضیلتیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں جو یہ ہیں:

اوّل: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ کہ مجھے ایک مہینے کی مسافت کے برابر رُعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

دوم: جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا فَاَيُّمَا اَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ اُمَّتِي الصَّلٰوةُ يُصَلِّيْ کہ ساری زمین میرے لئے مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنادی گئی ہے۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب والوں کو عبادت کرنے کے لئے عبادت خانے میں جانا پڑتا ہے۔

سوم: اُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَلَمْ يُعْطَ نَبِيٌّ قَبْلِيْ کہ مجھے شفاعت کا شرف حاصل ہوا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔

چہارم: بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً کہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے خاص قوم کے لئے نبی مبعوث ہوتا رہا۔

(سنن نسائی کتاب الغسل و التیمم از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر:33)

صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق یہ تین امور مزید بیان ہوئے ہیں۔

پنجم: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ کہ مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ یعنی ایسے مختصر الفاظ جو کثیر معانی ہوتے ہیں۔

ششم: اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ کہ غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھے۔

ہفتم: خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ کہ میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگائی گئی ہے۔

(مسلم کتاب المساجد)

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ فِی اُمِّ الْکِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ

(مسند احمد بن حنبل:17295)

کہ مَیں لَوحِ محفوظ میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین قرار پایا ہوں جبکہ آدم ابھی تخلیق کے مراحل میں تھے۔

نیز بعض روایات میں مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی کو میرے لیے پاکیزگی کا ذریعہ بنا دیا گیا اور میری امت کو بہترین امت بنایا گیا کی فضیلتوں کا ذکر ملتا ہے۔

(متفق علیہ)

عزیز بھائیو! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اِن سات فضیلتوں میں سے چھٹی فضیلت ''اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ'' پر آج مجھے اظہار خیال کرنا ہے جس کے معنی ہیں کہ غنیمتیں میرے لئے جائز کی گئی ہیں۔ غنیمت جس کی جمع غنائم ہے اُس مال و اسباب کو بولتے ہیں جو جنگوں میں اسلام کے دشمن شکست کی صورت میں میدان میں چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اسلام سے قبل اِسے حرام سمجھا جاتا تھا مگر اسلام نے سورۃ انفال اُتار کر اِسے جائز اور حلال قرار دیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اِس حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''(ایک) خصوصیت آپؐ کی یہ ہے کہ بخلاف سابقہ شریعتوں کے جن میں غنیمت کے مال کو جلا دینے کا حکم تھا۔ آپؐ کے واسطے جنگوں میں ہاتھ آنے والا مالِ غنیمت حلال کیا گیا ہے جس میں یہ حکمت ہے کہ ایک تو قوموں کے اموال یونہی ضائع نہ ہوں اور دوسرے ظالم لوگوں کو یہ سبق دیا جائے کہ اگر تُم دوسروں پر دست درازی کرو گے تو تمہارے اموال تُم سے چھین کر مظلوموں کے ہاتھ میں دے دیئے جائیں گے اور تیسرے یہ کہ اسلامی غزوات میں کمزور مسلمانوں کے لئے مضبوطی کا سامان پیدا کیا جائے۔''

(چالیس جواہر پارے صفحہ 24)

انفال کے معنی کلام عرب میں ہر اس احسان کے ہیں جسے کوئی بغیر کسی پابندی یا وجہ کے دوسرے کے ساتھ کرے۔ پہلے کی تمام امتوں پر یہ مال حرام تھے اس امت پر اللہ نے رحم فرمایا اور مال غنیمت ان کے لیے حلال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۃ الانفال، غزوہ بدر کے بارے میں اُتری ہے اور یہ انفال صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہی تھیں۔ آپؐ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا گھوڑا بھی انفال میں سے ہے اور دیگر سامان جیسے ہتھیار بھی۔

(صحیح بخاری)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جس کام میں چاہیں وہ لگالیں تو گویا ان کے نزدیک مالِ فَے بھی انفال ہے۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّلؓ نے سورۃ انفال آیت 2 کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ:

''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ: تین الفاظ ہیں۔ فَے، غنیمت، نفل۔ 1۔ فَے: جس مال پر مسلمانوں کا کچھ بڑا خرچ نہ ہوا ہو جیسے سورہ حشر میں فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ۔ (حشر:7)۔ 2۔ نفل: وہ مال جو خرچ کے بالمقابل زیادہ ملا ہو۔ 3۔ غنیمت: اِس لفظ کے معنوں میں عام لوگوں نے سخت غلطی کھائی ہے... غنیمت کے معنی لُوٹ کے کئے جاتے ہیں۔ عربی زبان میں غنیمت کہتے ہیں۔ مطلق حصولِ مال کو۔''

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 250)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بھائی عمیر کے قاتل سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ! اسے باقی مال کے ساتھ رکھ آؤ۔ ابھی مَیں چند قدم ہی چلا ہوں گا جو سورۃ الانفال نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جاؤ! وہ تلوار لے جاؤ۔

(مسند احمد)

ایک روایت حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں سے بچالیا اب آپ یہ تلوار مجھے دے دیں۔ آپؐ نے فرمایا: سنو! نہ یہ تمہاری ہے نہ میری ہے۔ اسے بیت المال میں داخل کر دو، مَیں نے رکھ دی ابھی مَیں واپس جا ہی

رہا تھا تو کوئی میرا نام لے کر میرے پیچھے سے مجھے پکار رہا ہے لوٹا اور پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اتری؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں تم نے مجھ سے تلوار مانگی تھی اس وقت وہ میری نہ تھی اب وہ مجھے دے دی گئی اور مَیں تمہیں دے رہا ہوں۔

(سنن ابوداؤد:2740)

ایک روایت میں یہ واقعہ حضرت ابو سعید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

(تفسیر ابن جریر الطبری:15672)

گو غنیمتوں کے حلال ہونے کے بارے حکم نازل ہو چکا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اُسی کو دے رہے تھے جو اُس کا حقدار تھا یا جو اُسے جنگ سے لایا تھا لیکن بعض صحابہ نے بھی تمنا کی اور آپس میں تقسیم پر معمولی جھگڑے بھی ہوئے یا جھگڑے کے امکانات پیدا ہونے کے خدشات جب ہوئے تو گو غنیمت کو حلال قرار دینے والی آیت ہی میں "اَصۡلِحُوۡا ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ" کی ہدایت ہو چکی تھی کہ تم اپنے کاموں میں اللہ کا ڈر رکھو، آپس میں صلح و صفائی رکھو، ظلم، جھگڑے اور مخالفت سے باز آجاؤ۔ جو ہدایت و علم اللہ کی طرف سے تمہیں ملا ہے اس کی قدر کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، عدل و انصاف سے ان مالوں کو تقسیم کرو۔ پرہیز گاری اور صلاحیت اپنے اندر پیدا کرو۔

لیکن آیت وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنِ وَابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ اِنۡ کُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰہِ وَمَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (الانفال: 42) نازل فرما کر تقسیم کے اصول بھی وضع فرمادئے اور ہدایت دیتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اِن غنائم میں سے پانچواں حصہ اللہ، اُس کے رسول اور ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین و مسافروں کے لئے ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ "فَاَنَّ لِلّٰہِ: خدا کی بڑائی کی اشاعت، کلام اللہ کی اشاعت۔ لِلرَّسُوۡلِ: اِس کے سوانح و احادیث کی اشاعت، اعتراضوں کا جواب۔ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی: امام کے ذی القربیٰ بیتُ المال میں حق رکھتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 265)

ایک مہم کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو امیر بنا کر وادیٔ نخلہ کی طرف بھیجا۔ اس مہم میں کامیابی کے بعد جو مالِ غنیمت ملا اس کو حضرت عبد اللہ بن جحشؓ نے پانچ حصوں میں منقسم کر کے بقیہ چار حصوں کو تقسیم کر دیا اور ایک کو بیت المال کے لیے رکھ لیا۔ یہ پہلا خُمس تھا جو اسلام میں اس دن مقرر ہوا۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد 3 صفحہ 195 عَبۡدُ اللّٰہِ بِنۡ جَحَش)

جنگ بدر کی فتح کے بعد مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں سے ایک سو پچاس اونٹ اور دس گھوڑے ملے۔ اس کے علاوہ ہر قسم کا سامان، ہتھیار، کپڑے اور بے شمار کھالیں، رنگا ہوا چمڑا اور اُون وغیرہ تھی جو مشرک اپنے ساتھ تجارت کے لیے لے کر آئے تھے۔

(السیرۃ الحلبیة جلد 2 صفحہ 252)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حصہ بھی صحابہؓ کے حصے کے برابر رکھا تھا۔ اس جنگ میں ایک تلوار صحابہؓ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھ لی اور اونٹوں میں سے ایک اونٹ ابو جہل کی ملکیت میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تھا جس کی ناک میں چاندی کا حلقہ تھا۔

(غزوات النبیؐ از مولانا ابو الکلام آزاد صفحہ 43-44)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں شہید ہونے والوں کے ورثاء کو ان شہداء کا حصہ اموال غنیمت میں سے دیا اور اسی طرح جو نائبین مدینہ میں مقرر فرمائے یا کچھ اصحابؓ جن کے سپرد مختلف ڈیوٹیاں لگائی گئی تھیں اور وہ اس وجہ سے جنگِ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے ان کو بھی حصہ دیا گیا۔

(غزوات النبی از علامہ حلبی مترجم اردو صفحہ 143-144)

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے غزوات، سرایا اور خلفائے راشدین کے عظیم جنگی معرکوں سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت ہی مسلمانوں کی آسودگی کا باعث بنا۔ اہل اسلام کے لیے اگر مالِ غنیمت حلال نہ ہوتا تو مسلمانوں کے لیے اتنی جلدی مالی مشکلات کا مقابلہ دشوار ہوتا۔ عہد نبوی کے غزہ حنین وبدر، غزوہ

طائف و خیبر اور غزوہ بنو مُصطلق سے ملنے والا مال و متاع مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ یوں جنگوں سے حاصل ہونے والے اموال کی حلّت سے جہاں اسلام مضبوط ہوا، بیت المال مضبوط ہوا وہاں عام مسلمان بھی ثقافت وائز معاشرے میں رہنے سہنے کے قابل ہوئے، اِن کے مالی حالات بہتر ہوئے اور آئندہ جنگوں کے لئے حربی و جنگی آلات بھی میسّر ہوئے وہاں نئے آلات خریدنے میں آسانیاں دیکھنے کو ملیں۔

ہاں ایک فائدہ اخلاقی لحاظ سے یہ ہوا کہ جو مشرکین و کفار کے قیدی محبوس ہوتے رہے۔ اُن کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے حسنِ سلوک اور شفقت و پیار بھرے برتاؤ کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ملتی رہیں جو اسلامی تعلیم کا ایک روشن باب بنتی گئیں۔ پھر یہ قیدی صحابہ میں تقسیم ہوتے رہے۔ اِن میں سے بعض کی خرید و فروخت بھی ہوئی۔ بعضوں کو لونڈیاں بنایا گیا۔ بعضوں سے بعض صحابہ نے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی شادیاں بھی کیں۔

جیسا کہ خاکسار نے عرض کیا ہے کہ جنگ میں کامیابی کے بعد جنگی قیدی بھی مالِ غنیمت کے طور پر ملا کرتے تھے جن میں سے بعض کو غلام اور لونڈیوں کے طور پر تقسیم کر دیا جاتا تھا اور بعض کو فدیہ لے کر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے دن اہل جاہلیت کے لئے چار سو (درہم) فدیہ مقرر فرمایا۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:2691)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے لئے فدیہ کی رقم بھیجی تو حضرت زینبؓ نے ابوالعاص کے فدیہ کے لئے جو مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہؓ نے انکی ابوالعاص سے شادی کے موقع پر ان کو دیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو آپؐ پر شدید رقت طاری ہوگئی اور آپؐ نے فرمایا: اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو اس کے قیدی کو (بلا معاوضہ) آزاد کر دو اور ان کا ہار ان کو واپس کر دو۔ صحابہ نے کہا ٹھیک ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالعاص سے وعدہ لے لیا یا اس نے از خود وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت زینبؓ کو آپ کے پاس بھیج دے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ اور ایک انصاری دونوں حضرت زینبؓ کو حضور کے پاس لے کر آئے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2692)

اہل مکہ کو لکھنا آتا تھا اور اہل مدینہ کو لکھنا نہیں آتا تھا، جس اہل مکہ کے پاس مال نہیں تھا آپؐ نے ان کا یہ فدیہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ کے دس لڑکوں کو لکھنا سکھائیں اور جب وہ لڑکے لکھنے میں ماہر ہو گئے تو وہ آزاد کر دیئے گئے، حضرت زید بن ثابتؓ نے بھی ان ہی سے لکھنا سیکھا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد)

خیبر کے اموال جب تحویل میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے سال کے کم از کم مقدار میں کھانے کے اخراجات کے بعد باقی سب آمدنی مصیبت زدہ افراد انسانی اور خاندانی حقوق کی ادائیگی کے لئے مختص کر دی۔ ان میں بچوں کی خبر گیری نوجوانوں یا بیوہ عورتوں کی شادی جیسی مدات شامل تھیں۔

(ابوداؤد حدیث 3012)

سامعین! حضرت ماریہ قبطیہؓ اور حضرت صفیہؓ اور حضرت جویریہؓ ایسی خواتین ہیں جو کہ ہدیہ میں اور جنگی قیدی کی حیثیت سے آئیں اور جن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں شامل ہوئیں۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو مصر کے بادشاہ مقوقس نے بطور ہدیہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا جن کو بعد میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجیت کا شرف بخشا اور اُن کے بطن سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔

جب 7 ہجری میں جنگِ خیبر ہوئی تو حضرت صفیہؓ کے خاوند اور والد اس جنگ میں مارے گئے۔ اس موقع پر قلعہ قموص کی فتح پر جو عورتیں قید ہوئیں ان میں حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ فتح خیبر کے وقت آپؓ کی عمر سترہ برس تھی۔ عرب کے رواج کے مطابق ان قیدیوں کو بھی تقسیم کیا گیا۔ وحیہ کلبیؓ نے ایک لونڈی کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی حضورؐ نے آپ کو انتخاب کی اجازت دی۔ وحیہؓ نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ: یا رسول اللہؐ! صفیہؓ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہیں، وہ آپؐ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ اس پر آپؐ نے اس صحابیؓ کی بات کو تسلیم فرمایا اور حضرت وحیہؓ کو حضرت صفیہؓ سمیت حاضر ہونے کا حکم دیا اور انہیں دوسری عورت عنایت کی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت صفیہؓ پیش ہوئیں تو آپؐ نے ان کی تکریم کی اور فرمایا کہ تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو تمہیں اس کا پورا اختیار ہے، تم پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں۔ ہاں! اگر اللہ اور اس کے

رسول کو اختیار کرو تو اس میں بہر حال تمہاری بھلائی ہے۔ صفیہؓ نے کہا مَیں آپؐ کو سچا سمجھتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ مَیں سچا ہوں مگر جو مَیں نے بتایا ہے اس کے پیش نظر فیصلہ تمہارے اختیار میں ہے۔ چنانچہ صفیہؓ نے اللہ، اس کے رسول اور اسلام کو اختیار کر لیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف انہیں آزاد کر دیا بلکہ انہیں یہ بھی اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو آپؐ کے عقد میں آسکتی ہیں اور اگر چاہتی ہیں تو اپنے خاندان والوں کے پاس بھی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں آنے کو ترجیح دی۔ آپؐ نے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

(ماخوذ از ازواج مطہرات وصحابیات کا انسائیکلوپیڈیا صفحہ 213-214)

اسی طرح غزوہ بنو مُصْطَلِق کی فتح کے بعد بیلہ بنو مصطلق کے جو قیدی گرفتار ہوئے تھے ان میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی بَرَّہ بھی تھی جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے جُوَیْرِیَہ رکھ دیا تھا۔ جو مُسَافِعْ بن صَفْوان کے عقد میں تھی جو غزوہ مُرَیسیع میں مارا گیا تھا۔ ان قیدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب دستور مسلمان سپاہیوں میں تقسیم فرما دیا تھا اور اس تقسیم کی رو سے بَرَّہ بنت حَارِث ایک انصاری صحابی ثابت بن قیسؓ کی سپردگی میں دی گئی تھی۔ بَرَّہ نے آزادی حاصل کرنے کے لئے ثابت بن قیسؓ کے ساتھ مکاتبت کے طریق پر یہ سمجھوتہ کیا یعنی وہ اگر اسے اس قدر رقم جو رقم مقرر تھی وہ 9 اوقیہ سونا تھا جو تین سو ساٹھ درہم بنتے ہیں۔ فدیہ کے طور پر ادا کر دے تو آزاد سمجھی جاوے۔ اس سمجھوتہ کے بعد بَرَّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارے حالات سنائے اور یہ جتلا کر کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی لڑکی ہوں فدیہ کی رقم کی ادائیگی میں آپ کی اعانت چاہی۔ اس کی کہانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت متاثر ہوئے اور غالباً یہ خیال کر کے کہ چونکہ وہ ایک مشہور قبیلہ کے سردار کی لڑکی ہے شاید اس کے تعلق سے اس قبیلہ میں تبلیغی آسانیاں پیدا ہو جائیں آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرمالیں۔ چنانچہ آپؐ نے اسے خود اپنی طرف سے پیغام دیا اور اس کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر آپؐ نے اپنے پاس سے اس کے فدیہ کی رقم ادا فرما کر اس کے ساتھ شادی کر لی۔ صحابہؓ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقا نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرفِ ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلاف شانِ نبویؐ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح ایک سو گھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلا فدیہ یک لخت آزاد کر دئے گئے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جویریہؓ ...اپنی قوم کے لئے نہایت مبارک وجود ثابت ہوئی ہے۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنو مصطلق کے لوگ بہت جلد اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 570-571)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کسی بھی قوم سے اچھے تعلقات کے لئے اس کے سفیروں سے حسن سلوک انتہائی ضروری ہے۔ آپؐ کا حکم تھا کہ غیر ملکی سفیروں سے خاص سلوک کرنا ہے۔ ان کا ادب اور احترام کرنا ہے اگر غلطی بھی ہو جائے تو صَرفِ نظر کرنی ہے، چشم پوشی کرنی ہے۔ پھر اس امن قائم کرنے کے لئے فرمایا کہ اگر جنگی قیدیوں کے ساتھ کوئی مسلمان زیادتی کا مرتکب ہو تو اس قیدی کو بلا معاوضہ آزاد کر دو۔ تو یہ احکام ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ اسلام کی جنگیں برائے جنگ نہ تھیں بلکہ اسلام کے لئے، اللہ تعالیٰ کے لئے تھیں۔ آزادی ضمیر و مذہب کے قیام کے لئے تھیں اور دنیا کو امن و سلامتی دینے کے لئے تھیں۔ پھر قیدیوں سے حسن سلوک کے بارے میں قرآنی تعلیم ہے کہ اگر کسی قیدی کو یا غلام کو فدیہ دے کر چھڑانے والا کوئی نہ ہو اور وہ خود بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو فرمایا وَالَّذِیۡنَ یَبۡتَغُوۡنَ الۡکِتٰبَ مِمَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ فَکَاتِبُوۡھُمۡ اِنۡ عَلِمۡتُمۡ فِیۡھِمۡ خَیۡرًا وَّاٰتُوۡھُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیۡۤ اٰتٰٮکُمۡ (النور:34) یعنی تمہارے غلاموں یا جنگی قیدیوں میں سے جو تمہیں معاوضہ دینے کا تحریری معاہدہ کرنا چاہیں تو اگر تم ان میں صلاحیت پاؤ کہ ان میں یہ صلاحیت ہے، ان کو کوئی ہنر آتا ہے کہ وہ اس معاہدے کے تحت کوئی کام کر کے اپنی روزی کما سکتے ہیں تو تحریری معاہدہ کر لو اور ان کو آزاد کر دو اور وہ مال جو اللہ نے تمہیں دیا ہے اس سے بھی کچھ انہیں دو۔ یہ جو جنگوں کا خرچ ہے کیونکہ اس وقت انفرادی طور پر پورا کیا جاتا تھا تو جس مالک کے پاس وہ غلام ہے وہ اس کا کچھ خرچ برداشت کرے یا وہ نہیں کرتا تو مسلمان اکٹھے ہو کر اس کے لئے سامان کر دیں اس طرح اس کو آزادی مل جائے یا لکھ کر آزادی مل جائے یا اگر اس کا کوئی فائدہ

ہو سکتا ہے تو جو تھوڑی بہت کمی رہ گئی اپنے پاس سے پوری کر دو تا کہ وہ آزادی سے روزی کما سکے اور اس طرح معاشرے کا آزاد شہری بنتے ہوئے ملکی ترقی میں بھی شامل ہو سکے کیونکہ اس کا ہنر اس کو فائدہ پہنچانے کے ساتھ ملک کے بھی کام آرہا ہو گا۔

تو یہ ہے اسلام کی خوبصورت تعلیم جو ہر پہلو سے ہر طبقے پر سلامتی بکھیرنے والی ہے۔ ہر ایک کو آزادی دلوانے والی ہے"۔

(خطبہ جمعہ 29؍جون 2007ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

✡✡✡✡